ریاض القدس

مؤلفہ:
آقائی صدر الدین قزوینی

ولی العصرؑ ٹرسٹ

ریاض القدس

جلد اول

ریاض القدس

جلد اول

مؤلف

آقائی صدر الدین واعظ القزوینی

مترجم

مولانا سید ظل حسنین زیدی سرسوی مرحوم

پیش کش

سید محمد شبیر عباس بخاری مرحوم

ناشر

ولی العصر ٹرسٹ رتہ متہ ضلع جھنگ

انتساب

میں اپنی اس محنت کو اس امّ السّادات کے نام سے منسوب کرتا ہوں جن کے تسبیح گزار ہاتھ چکی پیستے پیستے رنگین ہو جاتے تھے اور جس کی خاموش آہوں سے آج بھی عرشِ الٰہی لرز لرز جاتا ہے۔

مجھے امید ہے کہ رسول اعظم کی اکلوتی بیٹی میری اس پیشکش کو دامن قبولیت میں جگہ عنایت فرمائیں گے۔

نام کتاب ـــــ ریاض القدس جلد اوّل

طابع ـــــ سیّد محمد شبیر عباس بخاری

سال طبع ـــــ جون ۱۹۸۹ء

بار اوّل ـــــ ایک ہزار

بار دوم ـــــ جون ۱۹۹۳ء

ناشر ـــــ ولی العصر ٹرسٹ رتہ متہ ضلع جھنگ

مطبع ـــــ ٹیک پرنٹرز لاہور

بار سوم ـــــ جون ۱۹۹۷ء

تعداد ـــــ ۲۵۰

ـــــ اسٹاکسٹ ـــــ

۱۔ ۹ے شیر شاہ بلاک۔ نیو گارڈن ٹاؤن لاہور

۲۔ افتخار بک ڈپو۔ اسلام پورہ۔ لاہور

۳۔ مکتبہ ولی العصر۔ ایچ بلاک۔ ماڈل ٹاؤن۔ لاہور

تھیں کہ آپ کو بار بار شہادت برادر کا خیال آرہا تھا کہ حضرت امام حسینؑ کی آنکھ کھل گئی بے اختیار فرمایا کہ اے بہن میری عمر کا آخری دن آنے والا ہے۔ اور تمہاری مصیبت کا آغاز ہو گیا ہے۔ میں نے ابھی خواب میں دیکھا کہ میرے نانا رسول خدا، میری نانی میرے بابا، میری ماں فاطمہؑ زہرا اور بھائی حسن مجتبےٰ سب ہی موجود ہیں۔ وھم یقولون یا حسین انک رائح الینا عنقریب اور فرمایا کہ عنقریب تو ہم سے ملحق ہونے والا ہے۔ حضرت زینبؑ نے یہ سن کر آہ درد ناک دل سے کھینچی منہ پر طمانچہ مارے واحسناہ کہا اور عرض کیا اے برادر کیا اس دشت میں تم ہم سے جدا ہو جاؤ گے۔ میں بھائی کے بغیر رہوں گی آپ نے فرمایا کہ بہن میں شہید ہو جاؤں گا۔ تمہاری چادر اتر جائے گی۔ میری سکینہ کے گوشوارے چھن لیکن اے زینبؑ تم بد دعا نہ کرنا

بر کسی یعنی دعائے بد مکن

باب رحمت را بخلقان سد مکن!

امام حسینؑ نے بہن کے سر پر ہاتھ رکھا آپ کو تسکین ہو گئی۔ مگر جیسے جیسے مصیبت بڑھتی جاتی تھی حضرت علی زینبؑ کی حالت دگرگوں ہو رہی تھی۔ اور اس وقت جب آپ نے اپنے بھائی کے جسم صد چاک کو دیکھا نزدیک تھا کہ جسم مبارک سے روح نکل جائے چاہا کہ حسینؑ کا ہاتھ سر پہ ہوتا تسلی ہو جاتی مگر دیکھا کہ حسینؑ کے جسم اس قدر زخمی ہے کہ ہاتھوں کا ملنا بھی مشکل ہے۔

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

واقعات شب عاشورا ۱۰ محرم

بزبان فارسی شاعر نے اس طرح شب عاشور کی منظر کشی کی ہے۔

شب ماتم خسرو کم سپاہ — چو شد تا سحر سوخت قندیل ماہ

ہمی چشم افلاک انجم گریست — ہیم میئے بچرخ چہارم گریست

ملائک بجاں شمعی افروختند — گرستند ازآں شمع ہم سوختند

کدام ست صاحبدل وہوشیار — کہ سوزد یان شمع پروانہ وار

چہ باران نیوز از جفائے یزید — چکہ خون ز قندیل شاہ شہید

آذاں روضہ تا صبح آمد حزین — ہمی نالہ حضرو روح الامین

وفی الریاض، لما انقضی الیوم التاسع و دخلت لیلۃ العاشوراء اتلبس الدھر بسواد۔ کتاب ریاض میں ہے کہ جب روز نہم محرم تمام ہو گیا اور شب عاشورا نمودار ہوئی اور تمام عالم میں سیاہی چھا گئی تو امام حسینؑ کے لیے میدان میں کرسی بچھائی گئی۔ اور آپ کا تمام لشکر اصحاب قرابتدار سب جمع ہوئے۔ اس وقت آپ کے لشکر میں کل ایک ہزار اور سو نفر تھے علماء اور محدثین نے اس تعداد کی تصریح و تصدیق فرمائی ہے۔ علامہ مجلسی بحار میں مسعودی کتاب مروج الذہب میں فرماتے ہیں فعدل الحسین الی کربلا وھو فی مقدار الف فارس من اھل بیتہ واصحابہ ونحو مائۃ راجل فلم یزل یقاتل حتی قتل۔ یعنی حضرت امام حسینؑ جب کربلا میں پہنچے ہیں تو آپ کے ساتھ ایک ہزار ایک سو پیادہ و سوار تھے۔ جنہوں نے روز عاشورا

قتال کیا اور خود قتل ہو گئے۔ ان سب کو امام عالیمقام نے جمع کیا تا کہ امام حسین کا خطبہ سن سکیں۔ الشیخ مفید علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ فجمع الحسین علیہ السلام اصحابہ عند قرب المرپس بعد غروب آفتاب سب جمع ہوئے امام حسینؑ نے حمد الہٰی اور نعت رسول خدا سے اپنے خطبہ کا آغاز کیا۔ امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں وہ کہ میں بیمار تھا مگر اپنا بستر اس مجمع کے نزدیک لے گیا تا کہ میں بھی سنوں کہ ہمارے پدر بزرگوار کے کیا ارادہ ہیں ؎

زبستر تن نا تواں راکشید	چو نزدیک شہ شد بشارمید
شنید آنکہ فرمود ماہ حرم	باصحاب کے زمرۂ محترم

حضرت امام حسین علیہ السلام کا اپنے اصحابؓ کو واپس چلے جانیکی اجازت دینا

اثنی علی اللہ احسن الثناء واحمدہ علی السراء والضراء اللّٰھم انی احمدك علی ان اکرمتنا بالنبوۃ وعلمتنا القرآن وفھمتنا وفقھتنا فی الدین وجعلت لنا سمعاً وابصاراً وافئدۃ واجعلنا لك من الشاکرین۔

یعنی میں خداوند تعالےٰ کی حمد و ثنا کرتا ہوں اور بہترین حمد و ثنا کرتا ہوں اور اے حسین ابن علیؑ کے خدا میں تیری حمد کرتا ہوں یہاں لفظ اے خدا حسینؑ یعنی حسینؑ کے خدا اشارہ اس طرف ہے کہ خداوند عالم کی معرفت حاصل ہے تو وہ نبی و علیؑ کو اور اولاد علی ابن ابی طالب کو۔ فرماتے ہیں اے خدا تو نے ہمیں گرامیقدر کیا ہے اور اپنے رسولؐ کو برگزیدگی عطا کی ہے۔ اور قرآن

کو ہمارے لیے ہدایت قرار دیا ہے۔ ہمیں علم عطا کیا ہے۔ دین پر خلق فرمایا ہے سننے والے نصیحت حاصل کرنے والے کان عطا کئے ہیں۔ چشم بینا عطا کی ہے اور جو کچھ تو نے خلائق کو عطا کیا ہے اس سے زیادہ ہمیں عطا کیا ہے۔ اور تو نے ہمیں اپنے شکرگزار بندوں میں قرار دیا ہے۔

وبعدہ فانی لا اعلم اصحابا اوفی ولا خیرا من اصحابی ولا اھل بیت ابر ولا اوصل ولا افضل من اھل بیتی فجزاکم اللہ عنی خیرا۔ یعنی میرے اصحاب سے زیادہ وفادار اور بہتر کسی اور کے اصحاب نہیں ہیں۔ اور نہ میرے اہلبیتؑ سے زیادہ نیکوتر اور زیادہ فاضل و عالم کسی اور کے اہلبیت نہیں ہیں۔ الا ولا اظن یوما لنا من ھیٔولا الاعداء۔ اے میرے دوستو اے اصحاب مجھے یقین ہے کہ اس قوم نابکار کے ہاتھ سے ہمیں اپنی زندگی میں کوئی دوسرا روز نہیں ملے گا۔ پس آج کی شب اور کل وقت چاشت تک ہم اس دار فانی میں اور ہیں۔ جب کہ ایسا ہی ہے۔ الا وانی قد اذنت لکم فانطلقوا جمیعاً فی حل لیس علیکم منی ذمام۔ اے میرے اصحاب تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ میں تم کو اجازت دیتا ہوں اور اپنی بیعت تم پر سے اٹھائے لیتا ہوں۔ پس تم جدھر چاہو چلے جاؤ۔ جو راستہ چاہو اختیار کرو۔ جہاں چاہو چلے جاؤ۔

ھذا اللیل قد غشیکم فاتخذوہ جملا ثم لیاخذ کل رجل منکم بید رجل من اھل بیتی ثم تفرقوا فی سوادکم ومدا ینکم حتی نفرج اللہ۔ یعنی یہ رات کا وقت ہے کہ تم لوگوں کی نگاہوں سے چھپے رہ سکتے ہو۔ تم رات کو اپنے لیے سواری قرار دو۔ اور تم میں سے ایک میرے اہلبیتؑ میں سے

ایک ایک کا ہاتھ پکڑے اور چلا جائے۔ خداوند تعالیٰ تمہارے کاموں میں فرج یعنی کشادگی عطا فرمائے تمہیں خدا آرام عطا کرے۔

فان القوم انما یطلبونی ولوقد اصابونی فی الهوا عن طلب غیری۔ اے میرے دوستو اس قوم کو میرے سوا کسی اور سے کچھ مطلب نہیں ہے۔ یہ لوگ میرے ہی خون کے پیاسے ہیں۔ اگر میں دامن ہوا میں بھی چلا جاؤں تو بھی یہ لوگ ضرور میری خواہش کریں گے۔

جب امام حسینؑ نے اپنا خطبہ تمام کیا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ آپ کے اس کلام حسرت التیام کے بعد اعزا و اقربا اور اصحاب و انصار سب ہی نے اپنے ثبات قدم کا امام حسینؑ کو یقین دلایا۔

حضرت عباس علمدار علیہ السلام کا اظہار جانثاری میں سبقت کرنا

سب سے پہلے حضرت عباس بن علی علیہ السلام کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ آپ کے بھائی امام حسینؑ کے بھتیجے و بھانجے اور چچا زاد کھڑے ہوئے سب نے بیک زبان کہا کہ اے آقا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں آپ نرغہ اعداء میں رہیں اور ہم اپنی جان بچائیں ہماری آرزو ہے کہ ہم اپنے سر آپ کے قدموں پر نثار کریں۔

چنانچہ شیخ مفید علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ فقال لہ اخوتہ و ابنائہ و بنو اخیہ و ابنا عبد اللہ جعفر لم تفعل ذٰلک نبقی بعدک لا لہ

انا اللہ ذٰلک ابدا۔ تمام افراد خانوادۂ ہاشم شہادت پر کمر بستہ امام حسینؑ کے سامنے آکر عرض کرنے لگے کہ اے مولا و آقا اگر بار بار زندہ ہوں اور قتل کیے جائیں تب بھی آپ کو چھوڑ کر نہیں جائیں گے اب تو ہمارے سر آپ کے قدموں پر نثار ہو گئے۔ اے مولا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ہم آپ کو دشمن کی سپرد کر جائیں اور خود چلے جائیں پھر امام حسینؑ نے اولاد عقیل کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ یا بنی عقیل حبکم من القتل بابیکم مسلم فاذھبوا انتم فقد اذنت لکم۔ یعنی اے اولاد عقیل تمہارے لیے مسلمؑ کا شہید ہونا اور زندگی بھر رونے کے لیے کافی ہے۔ میں تمہیں اجازت دیتا ہوں تم چلے جاؤ۔ عبد اللہ فرزند جناب مسلم بن عقیل جو اپنے بھائیوں میں سب سے بڑے تھے کھڑے ہوئے اور عرض کیا سبحان اللہ فما یقولون الناس یقولون انا ترکنا شیخنا و سیدنا و بنی عمومتنا خیر الاعمام ولم نرم معھم بسھم ولم نطعن معھم برمح ولم نضرب معھم بسیف ولا ندری ما صنعوا۔ اے نور دیدۂ رسولؐ خدا معاذ اللہ کہ ہم ایسا کریں کہ آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں اور آپ یکہ و تنہا رہ جائیں۔ لوگ ہمیں کیا کہیں گے کہ قرابتدار تھی حسین کو جو بزرگ خاندان میں چھوڑ کر چلے گئے۔ اے آقائے نامدار ہم ہرگز نہیں جائیں گے ہم مسلم کے فرزند ہیں ہم بھی جام شہادت نوش کریں گے۔ لا و اللہ ما نفعل ذٰلک ابدا و لیکن نفدیک انفسنا و اموالنا و اھلونا و نقاتل معک حتی نرد موردک فقبح اللہ العیش بعدک۔ اے فرزند رسول خدا ذات الٰہی کی قسم ہم سے ایسا ہرگز نہیں ہو گا کہ ہم آپ کو نرغہ اعدا میں چھوڑ کر چلے جائیں اور اپنی جان بچا لیں۔ ہمارے اہل و عیال۔ ہمارا